رضاخانیت اور
شیموگہ کورٹ کا
تاریخی فیصلہ

ایک اہم دستاویز

ابوفضیل قاسمی

رضاخانیت اور

شیموگہ کورٹ

کا

تاریخی فیصلہ

ایک اہم دستاویز

مرتبہ ابو فضیل قاسمی

اِنتساب

ناموسِ رسالت کے پاسبانوں

کے

نام

ابو فضیل قاسمی

تحسین وآفرین

شیموگہ کے تمام اہل حق اور بالخصوص جناب حاجی عتیق احمد صاحب (مدعی مقدمہ) جناب مولانا مسعود احمد صاحب ہاشمی مہتمم مظہر العلوم شیموگہ، جناب الحاج سید حبیب اللہ صاحب فاریسٹ کانٹریکٹر شیموگہ اور جناب مولانا اسمٰعیل صاحب قاسمی، پوری جماعت کی جانب سے تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

تصدیق

"اس کتابچہ کے مندرجات میرے علم و اطلاع کے مطابق درست ہیں۔"

حاجی عتیق احمد صاحب (مدعی) رکن مظہر العلوم شیموگہ
(کرناٹک) انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوتا آیا ہے

اللہ تعالیٰ نے سیدنا خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے ظاہری و معنوی کمالات سے نوازا اور آپ کی ذات وصفات میں بڑی ہی دلکشی اور محبوبیت رکھی، رسالت و نبوت کا جلال وجمال عطا فرمایا غرض یہ کہ کوئی ایسی خوبی جو سردار انبیاء کے شایانِ شان تھی باقی نہ چھوڑی سبھی دے ڈالی لیکن اس کے باوجود (باستثناء بعض) آپ کی قوم کے لوگوں نے اور آپ کے ہم وطنوں نے آپ کی سیدھی سچی دعوت پر لبیک نہیں کہا اور نہ آپ کے پیغام کو قبول کیا بلکہ حد یہ ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامی کو برداشت کرنا بھی گوارا نہ ہو سکا اور یہ بھی نہ ہو سکا کہ اگر آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا تو کم از کم خاموش ہی رہتے بلکہ انکار و تکذیب کے ساتھ طرح طرح کے الزامات تہمتیں تھوپنے لگے، ساحر، کاہن، مجنون، کذاب کہنے لگے جب اس سے بھی جی نہ بھرا تو ناہنجاروں نے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی جس کا متفقہ ریزولیشن آپ کا اور آپ پر ایمان لانے والوں کا ٹھٹھا اور مذاق اڑانا، ستانا اور پریشان کرنا طے پایا اور ان بدبختوں کی زندگی کا سب سے دلچسپ مشغلہ فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و ایذا رسانی ٹھہرا یہاں تک کہ آپ نے خود فرمایا "ما اوذی فی اللہ احد مثل ما اوذیت۔" (ترجمہ) اللہ کے راستے میں کسی کو اتنا نہیں ستایا گیا جتنا کہ مجھے ستایا گیا۔

پھر بات یہیں ختم نہیں ہو گئی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تقریباً چالیس سال گزرتے گزرتے پھر اسی قسم کے فتنے شروع ہو گئے اور پھر تکذیب و انکار اور اہل اللہ کے درپئے آزار ہونے کا سلسلہ شروع ہو کر اور آگے بڑھا اور چند گم کردہ راہ فرقے مثلاً روافض و خوارج

وغیرہ نے ایک ایسی عظیم الشان جماعت (صحابہ) کی تکفیر و توہین شروع کی جو اپنے فضل و کمال، اخلاق و کردار، تقویٰ و طہارت اور علم و عمل میں امت مسلمہ کیلئے نمونہ ہے جنے اپنا سب کچھ خدا اور رسول کی رضا، و خوشنودی کیلئے قربان کر دیا جس کے ایمان کو خدائے بزرگ نے دوسروں کے ایمان کے لیے معیار قرار دیا، ارشاد ہے۔ فان امنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ پس اگر وہ لوگ ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تو راہ یاب ہوں گے) نیز فرمایا گیا۔ رضی الله عنهم ورضوا عنه ۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر اعتماد فرمایا کہ۔ ارشاد ہوا، اَصْحَابِی كَالنُّجُومِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (میرے صحابہ ستاروں جیسے ہیں جس کی بھی اتباع کروگے راہ یاب ہو جاؤ گے۔) اور اس پاکباز جماعت کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور ان سے بغض و عداوت کو خود اپنی ذات مبارک سے دشمنی بتلایا۔

مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّی اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِی اَبْغَضَهُمْ ۔ اور آج اس تہذیب و شائستگی کے دور میں بھی ان فرقہ غالہ میں سے فرقہ روافض کے مشن کا قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر (سوائے حضرت علیؓ کے) تبرا بولتی ہے تکفیر کرتی ہے اور منافق بتلاتی ہے اور غضب یہ ہے کہ بجائے خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اجر کی بھی توقع رکھتی ہے۔ برایں عقل و دانش بباید گریست

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِي فِي الصُّدُوْرِ۔ اسلئے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوئی ہیں لیکن وہ دل اندھے ہو گئے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

ادھر شیعوں کا یہ حال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کسی اور کو مومن و مخلص ہی نہیں سمجھتے بلکہ بعض تو حضرت علیؓ کو خدا کی صفات کا مظہر (اوتار) جانتے ہیں۔

ادھر ان کے حریف اور مقابل خوارج کا یہ حال ہے کہ یہ بدانجام و بدبخت حضرت علیؓ کو ایسا بددین و کافر قرار دیتے ہیں کہ ان کے قاتل کو جنتی ہونے کی بشارت دیدی تھی چنانچہ ثوابِ آخرت اور جنت کی توقع پر ہی شقی ابن ملجم نے خلیفۂ رابع حضرت علیؓ کو شہید کر دیا تھا اور بجائے جنت کے جہنم رسید ہو گیا۔

اِن دونوں فرقوں کے سفلی تصورات کا بالکل وہی حال ہے جو ابنِ مریمؑ کے سلسلہ میں یہود و نصاریٰ کا۔ یہود تو حضرت عیسیٰؑ کو نبی تو نبی صحیح النسب بھی ماننے کو تیار نہیں، نعوذ باللہ، اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) ہونے کے قائل ہیں اور وحدہٗ لاشریک کی خدائی میں ماں بیٹے (عیسیٰ و مریمؑ) دونوں کو شریک مانتے ہیں۔ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ۔

توجیہہ اِن باتوں کو دیکھ کر ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ تمام گم کردہ راہ فرقوں اور پارٹیوں میں سب کے سب عقل باختہ اور بدحواس تھے یا ہیں اور کوئی صاحب علم و ذکا نہیں یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں، ان پارٹیوں میں بھی کچھ ارباب علم و فن ہوتے ہیں لیکن پھر کیا وجہ ایسی ایسی حماقتیں اور ایمان سوز حرکتیں بطور مقصدِ زندگی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب کوئی فرد یا پارٹی اپنے کسی سفلی جذبے سے مغلوب ہو جاتی ہے اور مال و رتبہ کی محبت ان کے دل و دماغ کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور وہ اپنے خیالات و خواہشات کو سب کچھ سمجھنے لگتی ہے حتیٰ کہ وہ ان کی پجاری بن جاتی ہے تو پھر اس کے جمود و پختگی اور اصرار علی المعاصی کی وجہ سے خدا کی توفیق سلب ہو جاتی ہے پھر وہ پارٹی اور وہ فرد دل و دماغ رکھنے کے باوجود صحیح غور و فکر نہیں کر پاتا۔ کان ہونے کے باوجود حق کی آواز سے اعراض کرتا ہے اور آنکھ ہونے کے باوجود حقیقت نظر نہیں آتی بس ایک چوپایہ ہے جو خیر و شر سے بے نیاز، اپنی چراگاہ (خواہشات وجذبات) کی طرف بھٹکتا

چلا جا رہا ہے قرآن ایسوں ہی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا۔ "جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں کہ جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں کہ جن سے نہیں سنتے۔"

پھر یہی حال تاریخ کے مختلف ادوار میں رہا کچھ بدانجام لوگ پیدا ہوتے رہے اور خاصانِ خدا کے ساتھ عداوت و دشمنی اور ایذا رسانی کو اپنا دلچسپ مشغلہ بنائے رہے۔ ہوتے ہوتے یہ وراثت بریلی کے بڑے مولوی صاحب اعلیٰ حضرت تک پہنچی انہوں نے بغیر کسی رو رعایت اور شرم و حیا کے تیرھویں اور چودھویں صدی ھجری کے مردان خدا علماء و صلحاء کی تکفیر اور ان کے خلاف سازشوں اور تہمتوں کا ایک بڑا لمبا چوڑا جال پھیلا دیا اور اس سلسلہ میں اپنی فنکارانہ مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے ترکش کے سارے تیر خالی کر ڈالے۔

تاریخی پس منظر اس تکفیری مہم کو سمجھنے کے لیے اس پس منظر کا بھی سامنے ہونا ضروری ہے کہ ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی اور اس ہزار سال میں بڑے بڑے اربابِ فضل و کمال نے جنم لیا اور ایسے ایسے مایۂ ناز سرمایۂ فخر علماء پیدا ہوئے جن کے اوپر تاریخ اسلام کو بجا طور پر ناز ہے اور آج انہی کی مجاہدانہ کوششوں اور مخلصانہ قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ اس برصغیر میں اسلام کی شکل و صورت اور خد و خال پہچاننے والے موجود ہیں اور مسلمان اسلامی اقدار کو اپنے سینوں سے لگائے ہوئے ہیں ورنہ مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت و سلطنت کے ختم ہوتے ہی انگریزوں نے جن جن تدبیروں سے اسلام اور مسلمانوں کے ملی وجود کو ختم کرنا چاہا تھا اسکو دیکھتے ہوئے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی تھی کہ اس ملک میں اسلامی اقدار و شعائر کا کوئی نشان

موجود ہے گا انگریزوں نے جہاں اپنی گھناؤنی سازش سے علمائے حق کا نام ونشان مٹانا چاہا تھا وہیں یورپ کی پوری مشنری مسلط کرکے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات اور رکیک حملے شروع کردیئے تھے اور اسلام سے متعلق عام بدظنی کا ماحول پیدا کرنے پر پورا زور لگادیا تھا' نئی نسل کو مغربیت کی برتری کا احساس دلانے اور اپنے افکارات اور خیالات کی چھاپ بٹھلانے کے لیے ہسپتالوں اور اسکولوں کا جال بچھادیا اور چھوٹی سے چھوٹی آبادی میں مشن کے مراکز قائم کرکے عیسائیت کی تبلیغ پر پوری قوت صرف کردی لیکن وہ خدا جس نے آگے پیچھے' اوپر نیچے' دائیں' بائیں کی ساری مخلوق آدم کے بیٹوں کے لیے پیدا کی ہے اسے بھلا یہ کب گوارا تھا کہ امت مرحومہ کو بے یارومددگار پنجۂ باطل میں سسکتا ہوا چھوڑ دے' لہٰذا اس نے علمائے حق کی ایک جماعت کو اپنے دین کی نصرت کے لیے کھڑا کردیا۔ جنہوں نے مدح وذم سے بے پرواہ ہوکر اسلام کی سرسبز وشادابی کے لیے انتھک محنتیں کیں اور اللہ کی راہ میں جان ومال کی ہر ممکن اور ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد تیرھویں صدی ہجری کے نصف اول میں ان کے وارثین حضرت سید احمد رائے بریلی اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے جہاد کی تحریک چلائی جو صرف اسلام کے لیے طاقت واقتدار کے حصول اعلاءکلمۃ اللہ اور احیائے سنت کے لیے تھی جیسا کہ خود سید احمد شہیدؒ کے قلم سے نکلے ہوئے چند فقرے تحریک جہاد کے مقصد کو سمجھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "کہ تاج فریدوں وتخت سکندر بجوئے نمی شمارم ومملکت کسریٰ وقیصر بخیال نمی آرم' آرے ایں قدر آرزو دارم کہ در اکثر افراد بنی آدم بلکہ جمیع اقطار عالم احکام حضرت رب العالمین کہ مسمی بشرع متین است بلا منازعت احدے نافذ گردد خواہ از دست من خواہ از دست کسے دیگر۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ)

(ترجمہ) تاج فریدوں اور تخت سکندر کو جَو کے برابر نہیں سمجھتا ہوں اور قیصر و کسریٰ کی سلطنت کو (بھی) خاطر میں نہیں لاتا، ہاں اتنی آرزو ہے کہ اکثر انسانوں میں بلکہ تمام دنیا ہی میں ربّ العالمین کے احکام جن کو شرع متین کہتے ہیں کسی کے آڑے آئے بغیر جاری ہو جائیں خواہ میرے ذریعے ہو خواہ کسی دوسرے کے ذریعہ۔

پھر انہی بزرگوں کے علمی و روحانی وارثین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور ـــــ انکے رفقائے تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں دین و ملت کی عظیم خدمات انجام دیں اور کمال استقامت کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت کا حق ادا کرتے رہے اور دارالعلوم دیوبند جیسا اسلامی علوم و فنون کا مضبوط قلعہ قائم کر کے پورے عالم اسلام پر احسان فرما گئے آج جسکے فیض کی نہریں بلاواسطہ یا بالواسطہ پورے عالم اسلامی کو سیراب کر رہی ہیں اور جس کی علمی و روحانی کرنوں سے کفر و الحاد و ضلالت کی ظلمتیں چھٹتی چلی جارہی ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے جہاد کے علمبردار بھی یہی اکابر تھے" اور شاملی کے میدان میں جانیں کھپانے والے بھی یہی تھے اور وہ بھی ہیں جنہوں نے لفظ شہید کا قرآنی خطاب حاصل کیا ہے۔

پھر اسی سلسلے کے دوسرے بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، متکلم اسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور ان کے علاوہ سینکڑوں اکابر دیوبند نے دین و مذہب اور ملک و ملت کی جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ کے سینے کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے علمائے دیوبند کی مشترکہ کوششوں سے اسلامی کتب خانہ میں جو ہزاروں

کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے ایک اندازہ کے مطابق علمائے دیوبند کی مختلف علوم وفنون پر مشتمل تصنیفات کی تعداد دس ہزار سے زائد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

اب حضرات ناظرین ایک آسان سوال کا جواب دیں کہ ایسے ایسے اکابرین ملت پر کفر کا فتویٰ جڑنے والوں کا ٹھکانہ کہاں ہے ؟۔

جیسا کہ اوپر کی سطروں سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند مختلف میدانوں کے شہسوار تھے، وہ مجاہد بھی تھے، داعی بھی تھے، مصلح بھی تھے، واعظ بھی تھے، ..... خطیب بھی تھے اور انشاپرداز بھی تھے، انگریزوں نے ان کی ہمہ جہت صلاحیتوں اور کارناموں کو دیکھ کر جب یہ اندازہ لگا لیا کہ ان بادۂ حق کے سرمستوں کا مقابلہ مشکل ہے مسلمانوں کے دل میں انکی عقیدت و محبت رچی بسی ہوئی ہے اور اس صورت میں یہاں ہمارے قدم جمنے مشکل ہیں تو انہوں نے اپنی فطری چال بازی سے کام لے کر سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید اور ان کے رفقاء پر وہابیت کا لیبل لگا دیا۔ اس لیے کہ وہابیت عوام میں انتہائی بدنام تحریک تھی، اور مسلمانوں کو بھڑکایا۔ پھر اسی قسم کی سازش حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولینا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور ان کے رفقاء و تلامذہ کے خلاف بھی کی لیکن "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔" آخر انگریزوں نے اس ناپاک سازش میں ناکامی کا منہ دیکھ کر پینترا بدلا اور یہ محسوس کرکے کہ یہ تنہا کے بس کا کام نہیں ہے بلکہ بعض علماء کو اپنی سازش میں شریک کرنا چاہا مگر ہر ایک نے انکار کردیا آخر قرعۂ فال بریلی کے بڑے مولوی صاحب کے نام نکلا، موصوف نے جھٹ برطانوی آقاؤں کی خدمت کو غنیمت جان کر برٹش پالیسی کی وفاداری کا حلف اٹھا لیا اور پھر کیا کہنے تھے برٹش زادہ مشن کے، دو پہلوؤں پر خاص توجہ دی، ایک بدعات وخرافات

اور جاہلی رسوم کی تائید و پرورش پر اور دوسرے علمائے امّت کی تکفیر و توہین پر۔ بدعات و خرافات اور جاہلی رسوم کو تو اس لیے گلے لگایا کہ اکثر سادہ لوح عوام اس میں مبتلا تھے، بریلی کے بڑے مولوی صاحب نے سوچا کہ عوام کی سربراہی کا یہ بڑا اچھا موقع ہے اور اس چال سے اپنے گرد جاہل عوام کا ایک جمگھٹا لگا لیا۔ پھر کیا کہنے، نذر و نیاز، قُل فاتحہ، چادر و گاگر، صندل و کُنڈل، عرس و میلہ وغیرہ سینکڑوں جھماتی ہوئی بدعات کی بہار آ گئی، اور وہ عوام جو اب تک اِن چیزوں کو ناجائز سمجھ کر یا کچھ جھجھک کر کرتے تھے۔ علی الاعلان کارِ ثواب اور ذریعۂ نجات سمجھ کر کرنے لگے۔ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ، مولوی صاحب کے برٹش مشن کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ علمائے امت کی تکفیر و توہین کی جائے اور جس سے جتنا ہی اسلام و مسلمانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو اسے اتنا ہی بڑا کافر و مرتد کہا جائے تاکہ سادہ لوح عوام ان کے قریب بھی نہ پھٹکیں اور اس طرح مردانِ خدا کی چلائی ہوئی ساری تحریکات اور خدمتِ اسلام کے سارے منصوبے فیل ہو جائیں گے پھر اس ملک میں حکومتِ برطانیہ کے قدم جمنے کے ساتھ ساتھ جاہل عوام پر بڑے مولوی صاحب کا سکہ بھی جم جائے گا۔ دین و ایمان رہے نہ رہے اپنی بلا سے۔

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
یا الٰہی گھر مرے صیاد کا آباد رہے

چنانچہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اسلام دشمن جدّ و جہد تیز کر دی اور راہِ خدا کے شہید حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کو جن کو مردہ کہنا بھی روا نہیں۔ ستر ستر وجوہات سے کافر بنایا اور جب اس پر بھی جی نہ بھرا تو خاندانِ ولی اللّٰہی کے علمی و روحانی وارثین حضرات مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری، حضرت

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ وغیرہ پر کفر کی گولہ باری کی اور ایک کتاب المعتمد المستند "مرتب کرکے کسی بزرگ پر انکارِ ختم نبوت کا افترا باندھا کسی پر تہمت لگائی کہ یہ خدا کو جھوٹا کہتے ہیں اور کسی پر توہینِ رسول کا الزام دھر دیا لیکن جب یہ منحوس کوششیں کامیاب نہ ہوئیں اور عوام نے ان جھوٹے الزامات اور مکروفریب کے شاہکار فتوؤں کی پرواہ نہ کی تو شیطان نے ایک دوسری چال سجھائی۔ خاں صاحب بروقت غیبی امداد سمجھ کر انتہائی مشکور ومسرور ہوئے اور اکابر اربعہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قطبِ عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ محدثِ اکبر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور مجددِ شریعت وطریقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بعض کتابوں کی عبارتوں اور سطروں کو مختلف جگہوں سے لیکر اپنی طرف سے نئی نئی عبارتیں بنائیں پھر ان کا عربی میں ترجمہ کیا اور رختِ سفر باندھ کر علمائے حرمین کی خدمت میں جادھمکے اور ان کے حضور فنکارانہ ایکٹنگ سے اکابر اربعہ کی تکفیر کے فتوؤں پر دستخط لے لیے اور پھر ہندوستان واپس آکر ان جعلی فتوؤں کو "حسام الحرمین" کے نام سے شائع کیا۔

علمائے حرمین (مکہ ومدینہ کے علماء) کے سامنے نہ اکابرِ دیوبند کی کتابیں تھیں نہ عبارتیں، انہیں کیا معلوم کہ علمائے دیوبند کے عقائد کیا ہیں۔ ان اللہ کے بندوں نے تو فتویٰ احمد رضا خاں بریلوی کے طبع زاد خانہ ساز پیراگراف پر دیا تھا لہٰذا اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو فی الحقیقت کفر کا فتویٰ خود خاں صاحب پر لگایا گیا تھا۔

خاں صاحب نے جب اپنی فریب کاری کا ماہرانہ مظاہرہ کیا تو اب بزرگانِ دیوبند کو بھی اپنے عقائد کی وضاحت میں رسالے اور مضامین لکھنے پڑے اور صاف صاف تحریر فرما دیا کہ "حسام الحرمین" کے لکھے ہوئے عقائد کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

اُدھر جب علمائے حرمین پر خاں صاحب کا رازِ سربستہ کھلا تو انہوں نے چھبیس ۲۶
سوالات لکھ کر دیوبند شریف روانہ کیے، جس کا یہاں سے مفصّل جواب گیا
اس پر وہ حضرات صرف مطمئن ہی نہیں ہوئے بلکہ اکابرِ دیوبند کے فضل و کمال کا
برملا اعتراف کیا، ناظرینِ کرام اگر چاہیں تو دیوبند کے کسی بھی کتب خانے سے
"اَلتَّصدِیقَات لِدَفعِ التَّلبِیسَات" نام کی کتاب منگا کر دیکھ
سکتے ہیں (جس کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند ہے) نیز خانصاحب کی
جعلسازی اور کذب بیانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے شیخ الاسلام حضرت
مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی کتاب "الشِّهَابُ الثَّاقِبُ"
کا مطالعہ بھی انتہائی ضروری ہے۔

ہر ملّی قومی تحریک کے دشمن

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی تکفیر بازی کی جو سنتِ سیئۃ قائم کر گئے
ان کے اخلاف نے اسے فروغ دینے کے لیے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات
وقف کر رکھے ہیں مسلمانوں کو ہر علمی، دینی، ثقافتی، اصلاحی، تبلیغی، قومی اور
سیاسی تحریکات کی تکفیر ان کا اہم کارنامہ ہے، ثبوت میں ہم مولوی حشمت
علی رضا خانی کی بدنامِ زمانہ کتاب تجانب اہل السنۃ کو پیش کرتے ہیں آپ
دیکھیں گے کہ اس شخص نے اپنی کتاب میں کیسی کیسی سرمایۂ فخر شخصیات اور کیسی
کیسی تاریخ ساز جماعتوں اور اداروں کے دین و ایمان کو بے دردی کے ساتھ قتل
کیا ہے، علمائے دیوبند، علمائے ندوہ، علمائے فرنگی محل، جمعیۃ العلماء، مسلم لیگ
امارت شرعیہ بہار اور ان کے علاوہ بیسیوں جماعتوں اور اداروں کو کفر کی
مشین گن سے اڑا دیا ہے اور جب افراد و شخصیات کی جانب رُخ کیا تو جوشِ تکفیر
اس وقت تک ٹھنڈا نہ ہوا جب تک کہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ، سید احمد شہیدؒ، مولانا

محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی،
مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری، شاہ سعود اور دیگر ارکان حکومت سعودیہ، ڈاکٹر اقبال
محمد علی جناح، سر سید احمد خاں، علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی، مولانا حالی، مولانا آزاد
وغیرہ جیسی شخصیات پر کفر و ارتداد کی بمباری کر ڈالی، مزید تفصیل کے لیے
مولوی حشمت علی کی کتاب "تجانب اہل السنۃ" دیکھیے جس کے ٹائیٹل (سرورق)
پر بحیثیت مصنف محمد طیب دانا پوری کا نام لکھا گیا ہے، یہ بھی عجیب چال ہے
کتاب کسی کی، نام کسی کا۔

ع " کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں"

"رضاخانیت ایک علیحدہ مذہب ہے"

کسی کی یہ مجال نہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دین کے مقابلہ میں کسی من گھڑت متوازی دین کا تصور بھی کر سکے۔ لیکن شاباش ہے، خاں صاحب بریلوی کو جان نکلنے سے ڈیڑھ دو گھنٹہ قبل جو وصیت کی ہے اس میں اپنے طبع زاد نئے دین کی دعوت دی ہے جو ان کا مخصوص دین و مذہب ہے کہتے ہیں [" حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔" وصایا صفحہ ۱]

دیکھا آپ نے شریعت کی اتباع کو تو حتی الامکان نہ چھوڑو جیسے پھس پھسے الفاظ سے ذکر کیا کہ اگر سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چل سکو تو چلو ورنہ کوئی بات نہیں، ورنہ اپنے من گھڑت دین کی پابندی کو سارے فرائض اسلام، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ سے بھی زیادہ اہم بتلایا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مدعی نے اپنی کتابوں میں وہ کونسا اسپیشل دین پیش کیا ہے

جو حضرت خاتم الانبیاء کے دین کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

احمد رضا خاں بریلوی کا نیا دین و مذہب

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تو یہ بتلاتا ہے کہ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ اور جتنے آسمان و زمین میں موجود ہیں سب اسی کے تابع ہیں وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے جو چاہے کرتا ہے اور خان صاحب کا دین و مذہب یہ ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر شمال ہوا پر خدا کا حکم نہیں چلا۔ یعنی رب کائنات اپنا حکم تکوینی اپنی ادنیٰ مخلوق پر نافذ کرنے سے عاجز رہا۔ (الملفوظ)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تو یہ کہتا ہے کہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۔ ترجمہ۔ "آپ کہہ دیجئے نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ ہی تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ ہی تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔"

اور خانصاحب کا دین و مذہب جملہ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب مانتا ہے یعنی خدا کی صفت علم غیب میں شریک قرار دیتا ہے یقین نہ آئے تو کسی رضاخانی مولوی سے پوچھ لیجئے۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بتلاتا ہے کہ نبی رسول نے رسولوں کو شہید کیا ہے۔ افکلما جاء کم رسول بما لا تھویٰ انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ترجمہ۔ (کیا ایسا نہیں ہوا) جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس ایسے احکام لائے جن کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا تو تم نے تکبر کرنا شروع کیا پس بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض رسولوں کو تم قتل کر ڈالتے تھے۔

اور خاں صاحب کے دین و مذہب کا دعویٰ ہے کہ رسولوں میں سے کوئی نہیں شہید ہوا۔ (الملفوظ ۴م)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بتلاتا ہے کہ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ.... یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان کا ادب و احترام سب پر واجب ہے۔

اور خاں صاحب کے دین و مذہب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (جن کی پاک دامنی کی ضمانت اور شہادت قرآن نے دی ہے) کی شان میں ایسی گستاخی اور فحش گوئی کی گئی ہے جس کو نقل کرتے ہوئے قلم کے ساتھ دل بھی کانپتا ہے پھر بھی خاں صاحب بریلوی کے قلب و دماغ کی مریضانہ کیفیت اور ذہنی فکری گندگی کا واضح ثبوت پیش کرنے کے لئے شرم و حیا کے پیے بھی باعث شرم اشعار کو پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

تنگ و چست اُن کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کو دو دن میں پیدا فرمایا۔ فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ .... اور زمین اور اس کی متعلقات کو چار دن میں پیدا فرمایا۔ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ۔ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اس کی مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان ہے چھ روز

میں پیدا فرمایا۔ یعنی دو دن میں آسمانوں کو جیسا کہ پہلی آیت سے معلوم ہوا اور چار دن میں زمین وغیرہ کو۔

خاں صاحب کا دین و مذہب قرآن کے خلاف یہ بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو چار دن میں پیدا فرمایا اور زمین اور اس کے متعلقات کو دو دن میں پیدا فرمایا۔ (الملفوظ حصہ اول ص)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کو دوسروں کے ایمان کے لئے معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا۔ فان امنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا۔ (ترجمہ) پس اگر وہ لوگ ایمان لے آئیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تو راہ یاب ہو جائیں گے اس سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت پر کس قدر روشنی پڑتی ہے لیکن اسکے باوجود خاں صاحب کے دین و مذہب میں ایک صحابی یا (تابعی) عبد الرحمن قاری کو کافر کہا گیا ہے۔ (الملفوظ)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تو خدا کی عظمت و کبریائی اور حمد و ثنا سے بھرا ہوا ہے اور اس کی شان میں گستاخی سے بچنے اور بچانے کے لیے یہاں تک تعلیم دی گئی ہے کہ مشرکین کے بتوں تک کو گالیاں مت دو ورنہ وہ انتقاماً تمہارے رب حقیقی کو گالیاں دیں گے۔ اور تم خواہ مخواہ اس کا سبب بن جاؤ گے۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم ۔۔ اور خاں صاحب کے دین و مذہب میں خدائے ذوالجلال والاکرام کو منہ بھر بھر کر گالیاں دی گئی ہیں اور خود خاں صاحب نے دی ہیں کہ وہابیوں کا خدا ایسا اور غیر مقلدوں کا خدا ایسا اور ایسا۔ حالانکہ سب کا خدا ایک ہی ہے تو کسی کا بھی خدا کہہ کر گالی دی جائے۔ وہ تو رب ذوالجلال ہی کو گالی دینے کے معنی ہے۔

یہاں اُن گالیوں کو نقل کرنے سے خدا کی عظمت و کبریائی مانع ہے اسکے تصور سے دست و قلم لرزتے ہیں۔ اگر حضرات ناظرین دیکھنا چاہیں تو مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۴۵ کتاب الطہارت باب التیمم میں دیکھ لیں اور ان کے دین و ایمان پر "فاتحہ" پڑھ دیں۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ صرف یہ بتلانے کے لیے پیش کی گئی ہیں کہ رضاخانیت مستقل ایک علیحدہ مذہب ہے جس کا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو شخص آپ کے دینِ اسلام کے علاوہ کسی دین کو اپنائے گا وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔"

" وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ "

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بادِ نرسیدی تمام بولہبی است

رضاخانیت کا مشن

مذکورہ حقائق سے اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ رضاخانیت مستقل علیحدہ ایک مذہب ہے، یہاں اسکے مشن کے اہم دفعات کو پیش کیا جاتا ہے۔

علمائے امت اور حامیٔ دینِ اسلام کی تکفیر و توہین کرنا۔ تفریق بین المسلمین کا پارٹ ادا کرنا۔ بدعات و خرافات کی تصدیق و تائید کرنا۔ کفر و شرک سے انس پیدا کرنا، بلکہ بسا اوقات اسمیں مبتلا کر دینا۔ توحید و رسالت کی حقیقت سے مسلمانوں کو دور کرنا سادہ لوح عوام میں دینی فہم نہ پیدا ہونے دینا۔ حرام و حلال کی تمیز سے بے پرواہ ہو کر مسلمانوں کو خوب لوٹنا۔ اور اس کی بھرپور کوشش کرنا کہ احمد رضا خاں بریلوی کے اسپیشل دین و مذہب کا رنگ عوام پر چڑھ جائے۔

جنوبی ہند پر رضاخانیت کا منحوس سایہ

چار سال سے زائد کا عرصہ ہوا۔ رضاخانی ملّاؤں اور مذہبی گداگروں نے شمالی ہند سے تقریباً مایوس ہو کر جنوبی ہند کے علاقہ کرناٹک کو اپنی چراگاہ بنالیا تھا اور گلے کے گلے پورے علاقہ میں پھیل گئے تھے اکابر دیوبند اور جماعت تبلیغ کی تکفیر اور تفریق بین المسلمین کا فریضہ انجام دیکر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرتے رہے بزرگانِ دیوبند کی تصنیفات کی عبارتوں اور جملوں کو ہیر پھیر اور کتر بیونت سے پیدا کردہ بے سروپا اعتراضات کی جگالی کرتے رہے۔ بدعات و خرافات کی خاردار جھاڑیوں کا سہارا لیکر اپنی جھولیاں بھرتے رہے اور نگاہِ کفر میں جب مسجدوں کی آبادی نہ دیکھی گئی تو مزاروں کو آباد کیا اور اپنی کافرانہ اداؤں سے نہ جانے کتنوں کو کافر بنا دیا۔

شموگہ اور بھدراوتی میں علمائے رضاخانی کی فتنہ انگیزی

بندگانِ زر نے شموگہ بھدراوتی اور کڈور وغیرہ کی بدعت نواز زمین کو رضاخانیت کے حق میں زرخیز دیکھ کر اپنی قدیم روایات وعادات کے مطابق جو انھیں ورثہ میں ملی ہے عالم اسلام کی تمام اسلامی تحریکات اداروں اور انجمنوں کے درو دیوار پر بریلی کی مخصوص تکفیری توپ کے دہانے کھول دیئے اور ہر اس فرد و جماعت کو کافر بنایا جس نے اعلاء کلمۃ اللہ اور احیائے سُنّت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اور بالخصوص اکابر دیوبند کی تکفیر و توہین پر پورا زور صرف کرتے ہیں اور تبلیغی جماعت پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ اخلاق و شرافت کے دیوالیہ پن کا یہ عالم کہ شریف عورتوں کا فحش مذاق سیرت کے اسٹیجوں پر اڑایا گیا۔ زنا بالجبر کی تلقین کی گئی اور بے عقل سامعین آتشیں قہقہوں اور تخریبی نعروں سے ننگ انسانیت مظاہروں کا استقبال کرتے ہیں اور ان کی غیرت ملی اس قدر مفلوج ہو چکی تھی کہ انہیں یہ بھی احساس نہ ہوا کہ برسرِ عام یہ مذاق کسی اور کا نہیں۔ خود انہی کی بیٹیوں کا اڑایا جا رہا ہے اور عاشقانہ فقرے کسی اور پر نہیں خود انہیں کی ماؤں بہنوں پر کسے جا رہے ہیں ؎

خدا غارت کرے اس اختلافِ دین و مذہب کو۔

مولوی منصور علی خاں کی تقاریر کے چند اقتباسات

مجاہدو اٹھو اور وہابیوں دیوبندیوں کے گھروں میں گھس جاؤ۔ ان کی عورتوں سے زنا کرو پھر جو اولاد پیدا ہوگی وہ خود بخود سُنی کہلائے گی۔

تبلیغیوں کے کنوؤں میں کتے بلی مار کر ڈال دو تاکہ ان کا پانی ناپاک ہو جائے۔ (تقریر بھدراوتی ٹیپ ریکارڈ) وہابیوں، دیوبندیوں پر تختۂ پلنگ بند کر دو، اِن کا بائیکاٹ کر دو، مسجدوں پر قبضہ جمالو، وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کو گھسنے مت دو۔ (ٹیپ ریکارڈ)

بھدراوتی کے ایک جلسہ میں ایک شادی شدہ خاتون نے منصور علی خاں کے پاس پرچہ بھیج کر بے سر و پا اعتراضات کا جواب دینا چاہا تو اس پٹھان نے اپنی عیاشانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مظلوم خاتون کا

برسرِ بازار مذاق اڑایا اور یوں فحش گو ہوا۔ میں تمہیں جلسہ میں، یا کہیں اور جگہ بلاتا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ میرے نوجوانوں میں سے کوئی تمہاری چوٹی کھینچے گا۔ اور کوئی چولی پھاڑے گا۔ لہٰذا تم آنا چاہتی ہو تو کمرہ میں آؤ۔ کھوا اندھیرے میں آؤگی یا اجالے میں؟ اور یہ خط اگر تم نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر لکھا ہے تو پھر نہ جانے اور کیا کیا کام شوہر کی اجازت کے بغیر کرتی ہونگی (قہقہہ) کہاں کہاں کس کس کے پاس جاتی ہوں گی۔ (قہقہہ) (ٹیپ ریکارڈ)....

جب تمہارے پاس تبلیغی جماعت آئے تو ایک ہاتھ میں چپل لو اور ایک ہاتھ میں جھاڑو اور ایک اِدھر لگاؤ ایک اُدھر تاکہ دو ان دھسکنے کی آواز "زیں زٹ" پیدا ہو۔ (قہقہہ) وہ چپل چھوڑ کر بھاگیں گے جو تمہارے لیے مالِ غنیمت ہوگی۔ (تقریر بھدراوتی ٹیپ ریکارڈ) یہ چند اقتباسات بطورِ نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

حضرات ناظرین انگشت بدنداں ہوں گے کہ کیا رضا خانی علماء ایسے ہوتے ہیں جی ہاں ایسے ہی ہوتے ہیں، حیرت کی کوئی بات نہیں، اگرچہ آپ ہی کی طرح حیرت فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کورٹ کے جج کو بھی ہوئی تھی۔ جب اس کے سامنے پہلی مرتبہ اس قسم کے اقتباسات پیش کئے گئے تھے۔ اور اس نے دو تین گھنٹوں کے ششں و پنج کے بعد ہمارے وکیل سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی عالم سیرت کے اسٹیج پر ایسی بات کہہ سکتا ہے تو ہمارے وکیل نے بلا تامل کہا۔ جی ہاں ہمارے پاس اسکا ثبوت موجود ہے اور آخر فاضل جج نے حیرت و استعجاب کے عالم میں مقدمہ درج کرکے سمّن جاری کردیا۔

تقاریر کے خبیث نتائج عوام کے تعلق سے علمائے حق اور

خاصانِ خدا کا احترام نکل گیا۔ نام لے لیکر علی الاعلان گالیاں دی جانے لگی دیوبندیوں، تبلیغیوں اہلِ حدیث اور جماعتِ اسلامی والوں پر مسجدیں بند کردی گئیں۔ مسجدوں کا منبر تہمت و افتراء کا اسٹیج بن گیا اہلِ حق کو چلتے راستے چھیڑا جانے لگا۔ فسخ نکاح کی بھی واردات ہوئیں۔ باہمی سلام و کلام بند ہوا۔ زبردستی پکڑ پکڑ کر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرایا گیا۔ نئے نئے فرضی مزارات بننے لگے۔ اور کاہل و ناکارہ لوگوں نے سینکڑوں عرسوں کا سلسلہ جاری کرکے اپنی کوٹھیوں اور مرغن غذاؤں کا انتظام کرلیا۔ غرض فساد ہی فساد پھوٹ پڑا۔

مَنظہر العُلُوم شیموگہ پر قبضہ کے منصوبے

منظہر العُلوم شیموگہ علاقہ کرناٹک کا قدیم مرکزی ادارہ ہے۔ جو دیوبندی مکتبِ فکر کا ترجمان، تحفظِ سنت کا قلعہ اور باطل کی سرکوبی کے لیے ایک چھاؤنی ہے۔ لہٰذا رضاخانیوں کی نگاہوں میں یہ ادارہ ہمیشہ کانٹے کیطرح کھٹکتا رہا۔ اس پر قبضہ کے منصوبے بنائے جانے لگے۔ کہ کسی طرح یہ قلعہ (منظہر العلوم) ہمارے ہاتھ آجائے تو دیوبندیوں کا دیش نکالا ہوجائیگا لیکن الحمد للہ! منظہر العلوم اتنے کمزور ہاتھوں میں نہیں تھا کہ اُسے آسانی سے اُچک لیا جاتا۔ اس کے علماء اور ذمہ داروں نے صرف یہی نہیں کہ اللہ کے فضل سے اس کی حفاظت کی تدبیر فرمائی۔ بلکہ خود رضاخانیت کے دیش نکالے کی ایسی تدبیر سوچی جس کے نتیجے میں منصور علی خاں امام مدن پورہ ممبئی اور اس کے شرپسند ساتھیوں کو قید بامشقت ہوگئی ؎

مجھے جلا کے رہنگے نہ آپ بھی ٹھنڈے!! کہ آہِ سوختہ جاں بے اثر نہیں ہوتی

مُناظرہ کا چیلنج

رضاخانی شعبدہ بازوں نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق عوام پر رعب جمانے کے لیے خواہ مخواہ گلے پھاڑ پھاڑ کر چیلنج کرتے رہے اور انعام میں شرابیوں کی بڑ کی طرح دوسروں کی لاریوں، بسوں اور بلڈنگوں کو رکھ کر عقل و دانش کے اس رویہ سے لوگوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی کو کہتے ہیں حلوائی کی دکان پر داداجی کا فاتحہ، اور بھٹیاری کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ۔

ظاہر ہے کہ یہ ہوائی چیلنج بالفاظ دیگر ہوائی فائر اس قابل نہیں تھا کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی اس پر توجہ کرے۔ لیکن پھر بھی عوام میں پیدا شدہ غلط فہمی کے ازالہ کی خاطر ہماری طرف سے باقاعدہ تحریری چیلنج مانگا گیا اور شرائط طے کرنے کے لیے کہا گیا۔ لیکن بازوئے قاتل میں اتنا زور کہاں تھا۔ آخر منصور علی خاں نے انکار کر دیا۔ پھر ہم نے مناظرہ پر کوئی اصرار بھی نہیں کیا۔ اس لیے کہ برسوں کے تجربے نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس دور میں مناظرہ بازی احقاق حق کی کوئی نتیجہ خیز شکل نہیں ہے اور نہ اس سے فریق مخالف کی زبان بندی ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہم نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ کذب و فریب کے نقارچی "فتح مبین" اور حق کی للکار دیوبندیوں کا فرار، وغیرہ عنوانات کے اشتہارات پہلے ہی سے چھاپ لاتے ہیں اور ابھی مناظرہ ختم بھی نہیں ہو پاتا کہ شہر کے در و دیوار پر جہازی قسم کے اشتہارات چسپاں پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہ سمجھا گیا کہ مناظرہ کے مروجہ طریقہ پر توجہ دینے کے بجائے ایک نئے طرز کا مناظرہ کیا جائے اور سیکولر اسٹیٹ کی عدالت کے ذریعہ حق و صداقت کا پرچم لہرایا جائے تاکہ

افترار پردازوں کو تبلادیں کہ دیکھو حق وہ ہے جسے علمائے اسلام ہی نہیں غیر اسلامی عدالت بھی حق مانتی ہے اور بہشتی زیور، تبلیغی نصاب جملہ تصانیف علمائے دیوبند (یہ کتابیں بھی کورٹ میں پیش کی گئی تھیں) وہ کتابیں ہیں جن کی صداقت کا اقرار بلا استثنا، مذہب و ملت سبھی نے کیا ہے۔

مجلس تحفظ سنت کی تشکیل

چنانچہ مقدمہ کی کاروائیوں کو انجام دینے کے لیے مقامی علماء اور دیگر رفقاء شہر نے مجلس تحفظ سنت تشکیل دی اور اس کی پہلی ہی میٹنگ میں ملت کے قابل قدر حضرات نے بھرپور تعاون کا وعدہ فرمایا محترم جناب حاجی عتیق احمد صاحب رکن مظہر العلوم نے مدعی بننے کی زحمت گوارا فرمائی اور پھر ۷ راگست ۱۹۷۵ء کو مولوی منصور علی خاں امام مسجد مدینورہ بمبئی اور اسکے چودہ عقیدت مندوں پر مقدمہ نمبر 2728 ."O.S" دائر کر دیا گیا۔ بجائے مناظرہ مقدمہ دائر کرنے کی ضرورت اسلئے بھی پیش آئی کہ آج تک رضاخانی علماء حکم کی موجودگی میں مناظرہ کرنے سے فرار اختیار کرتے رہے ہیں اسلئے کہ انہیں پورا یقین ہے کہ حَکَم (فیصلہ کرنے والا) کی موجودگی میں کامیابی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب سے تقریباً پچاس سال پیشتر لاہور میں ایک فیصلہ کن مناظرہ طے پایا تھا جس میں جماعت دیوبند کی طرف سے مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا ابو الوفا شاہجہانپوری اور مولانا محمد اسمٰعیل سنبھلی تشریف لے گئے تھے اور رضاخانیوں کیطرف سے مولوی حامد رضا خاں پسر مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے رفقاء تھے۔ حَکَم علامہ اقبالؒ، علامہ اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اور صادق حسن بیرسٹر ایٹ لا امرتسر کو بنایا گیا تھا، لیکن ہوا یہ کہ بریلویوں نے اپنی فطرت کے

مطابق بنگلور گٹ مچائی اور حکم کی موجودگی میں مناظرہ کرنے سے انکار کردیا۔

مدعی گواہان اور وکیل

جیساکہ ابھی معلوم ہوا مقدمہ جناب حاجی عتیق احمد صاحب رکن منظر العلوم کی طرف سے دائر کیا گیا اور بحیثیت گواہان جناب پی عبد الجبار صاحب آثار محلہ جناب محمد اسحاق صاحب اور جناب ظہیر الدین صاحب دینی بکڈپو کو پیش کیا گیا۔ ان حضرات نے ولا یأب الشھداء اذا ما دعوا کا حق ادا کردیا۔ اس مقدمہ میں شیموگہ کے مشہور وکیل جناب ڈی پی وڈیار نے وکالت کے فرائض انجام دیئے۔

مدعی علیہ اور ان کے وکیل

رضاخانی عالم منصور علی خاں امام مسجد مدنپورہ بمبئی کو فتنہ انگیزی کا سرغنہ ہونے کی حیثیت سے اصل ملزم قرار دیا گیا اور ساتھ ہی ان کے چودہ عقید تمندوں کو بھی ملزم بنایا گیا۔ جنہوں نے شورش و فساد میں منصور علی خاں کا ساتھ دیا تھا۔ ملزمین کی جانب سے وکالت کے فرائض شری ستباراؤ نے انجام دیئے۔

الزام

منصور علی خاں پر اس جرم کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا تھا کہ انہوں نے اکابر دیوبند کی تکفیر و توہین کر کے ہمارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے اور اپنی اشتعال انگیز تقاریر سے پورے شہر کو فتنہ و فساد سے بھر دیا ہے۔

رشید خاں عرف اکبر اور پی۔ محمد دستگیر گجری پر یہ الزام تھا کہ دونوں.... رضاخانی عالم منصور علی خان کے کہنے میں آکر جامع مسجد شیموگہ سے ہماری مذہبی کتاب تبلیغی نصاب اٹھا کر لے گئے اور اس طرح جرم مداخلت بیجا کے مرتکب ہوئے عبد الستار خان آفریدی ایڈوکیٹ اور دیگر گیارہ مجرمین پر یہ چارج کیا گیا تھا کہ انہوں نے منصور علی خاں کو بمبئی سے بلا کر شہر میں تقریروں کا اعلان کرایا۔ اشتہارات لگوائے۔ جلسہ کا انتظام کیا اور اشتعال انگیز بیانات کروائے۔

رضاخانی عالم کی بزدلی

رضاخانی عالم منصور علیخان کا دل پہلی ہی پیشی میں قابو سے باہر ہوگیا لوگوں میں خون اپنی فطری روانی سے انحراف کرنے لگا چہرہ زرد، حلق خشک، پیروں میں کپکپاہٹ، غرض ہر وہ علامت جو کسی دروغ گو مجرم کے اندر ایسے موقع پر ہونی چاہیئے سبھی اپنے شباب پر تھیں۔ فاضل جج نے اپنے رعب دار لہجہ میں دریافت کیا، کیا تم نے شہر شیموگہ و بھدراوتی میں پندرہ بیس تقریریں فلاں فلاں تاریخوں میں کی ہیں اور اپنی تقریروں میں بزرگانِ دیوبند کو برا کہا ہے اور کافر بنایا ہے ؟ ۔

رضاخانی عالم : ۔ جی نہیں

فاضل جج : ۔ تقریریں رات میں کیں یا دن میں ؟

رضاخانی عالم : ۔ وقت یاد نہیں (بدحواسی اور تضاد بیانی کی کیفیت ملاحظہ کیجیے)

فاضل جج : ۔ کیا تقریر کے لئے مائیک استعمال کیا گیا تھا ؟

رضاخانی عالم : معلوم نہیں (ملاحظہ کیجیے لا ادری کی برزخی کیفیت طاری ہے) ۔

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں ملتی

تو ہم خریدتے اک اپنے مہرباں کے لیے

غرض اسی نوع کے پے در پے مختلف سوالات جو مقدمہ کی کاروائی آگے بڑھانے سے پہلے کئے جاتے ہیں۔ ایک ایک کرکے کرڈالے لیکن اپنے عقیدتمندوں کے مجمع میں گرجنے والا یہ کاغذی شیر چیلنج پر چیلنج کرنے والا یہ نقارچی سوائے اس کے کچھ نہ کہہ سکا۔ (جی نہیں، ہرگز نہیں، غلط ہے، جھوٹ ہے)

میاں مٹھو جو ذاکرِ حق تھے ! رات دن ذکرِ حق کیا کرتے

کچھ نہ بولے سوائے ٹیں ٹیں ٹیں
گر بہ موت نے جو آدابا ﷺ

اسی طرح مجسٹریٹ کورٹ کے فاضل جج نے کم و بیش ستر سوالات مُلّا اینڈ کمپنی سے کر ڈالے لیکن سبھی نے بیک زبان تکذیب و انکار سے کام لیا۔

رضاخانی عالم کی جی نہیں پر رضاخانی عوام کا تأثر

وہ منظر بھی دیکھنے کے قابل تھا جب منصور علی خاں نے اپنی تقریروں اور تکفیر دن کا انکار کیا، اور کمرۂ عدالت کے آس پاس کھڑے رضاخانی مشاھدین اپنے کاغذی شیر کی اس بزدلی پر بلبلا اٹھے، لعن طعن کرنے لگے۔ ساری عقیدتمندی کا رواں گولڈ اُتر گیا۔ جو بے چارے سادہ لوحی سے پھنس گئے تھے وہ علی الاعلان تائب ہوگئے اور جو پختہ تھے وہ بھی شرمندہ ہوئے.... مغروروں کے ...... اس منظر کو دیکھ کر میدان قیامت میں اہل باطل کی باہمی لعن طعن کا نقشہ سامنے آگیا اور آیت کریمہ ﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ (تمام دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ بجز خدا سے ڈرنے والوں کے ......) کی ایک ہلکی سی جھلک محسوس ہو گی۔ اس تکذیب و انکار کے بعد "فاتح کرناٹک" اور "فتح مبین" کا ڈرامہ کھیلنے والے اداکار کا یہ عبرتناک حشر ہوا کہ کہاں کل تک عقیدت مندوں کی کاروں سے آتے جاتے تھے اور مالداروں کی کوٹھیاں قیام و طعام کے لیے وقف تھیں، بال بچے ہمہ وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے تھے، شاہی دسترخوان چُنے جاتے تھے اور اور کہاں آج "امام جامع مسجد" شیموگہ کے حجرے میں چٹائی پر پڑے ہوئے اپنے انجام کو اپنی پرسنل آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور محلہ سے آئے ہوئے کھانے کو غنیمت سمجھ رہے ہیں۔

رفقاء تحفظ سنت کے جوابات

جرح (کراس اکزامینیشن) کے موقع پر وکیل مدعیٰ علیہ شری شبارائو نے ہمارے مجاہد مدعی جناب حاجی عتیق احمد صاحب رکن مظہر العلوم سے سوال کیا۔

" دیوبندیوں اور سنیوں (رضاخانیوں) میں کیا فرق ہے " ؟

مدعی نے برجستہ جواب دیا۔ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سید البشر اور خدائے تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ مانتے ہیں اور یہ نام نہاد سنی لوگ (رضاخانی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان ہی نہیں مانتے ہیں۔ قبروں کو پوجتے ہیں، اس پر چادر چڑھاتے ہیں۔ چراغاں کرتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں۔" فاضل جج نے اس فرق کا تذکرہ اپنے ججمنٹ میں بھی کیا ہے۔

"وکیل مدعیٰ علیہ: تم نے کون کونسی مذہبی کتابیں پڑھی ہیں۔

مدعی: ــــ بہشتی زیور۔ حدیث رسول ؐ کا اردو ترجمہ (تبلیغی نصاب وغیرہ)

وکیل مدعیٰ علیہ: ــ نے مدعی کو بہشتی زیور کھول کر دیا، پھر انگریزی میں بہشتی زیور کی اس عبارت کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں موجبات غسل کو بیان کیا گیا ہے اور پوچھا کیا یہ ترجمہ اور مضمون وغیرہ صحیح ہے۔

مُدعی: ــــ جی ہاں صحیح ہے۔

وکیل مُدعیٰ علیہ: ۔ تو کیا بہشتی زیور سیکس (جنسیات) کی کتاب ہے۔

مدعی: ۔ جی نہیں، بہشتی زیور مسائل کی کتاب ہے اس کا جنسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

وکیل مُدعیٰ علیہ: ۔ حدیث رسول ؐ میں کون سی کتاب پڑھی ہے ؟۔

مُدعی: ــ "تبلیغی نصاب"

وکیل مُدعیٰ علیہ: ۔ تبلیغی نصاب کس نے لکھی ہے ؟

مُدّعی:- حدیث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ترجمہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہ کا ہے۔ (مقدمہ کے وقت حضرت بقید حیات تھے)

وکیل مُدّعیٰ علیہ:- قرآن کس نے لکھی ہے۔؟

مُدّعی:- قرآن اللہ کی کتاب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک فرشتہ کے ذریعہ اتاری جاتی تھی اور آپ اسے لکھوا لیتے تھے۔

جج:- وکیل مدعیٰ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ کو تیار ہو کر آنا چاہئے تھا۔ (بڑا معنی خیز جملہ ہے)

وکیل مُدّعیٰ علیہ:- شری ستباراؤ نے آرگومنٹ (بحث وکلاء) کے موقع پر فاضل جج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس معمولی آدمی (عتیق احمد) نے اتنے معمولی فرق (جو اوپر دیوبندیوں اور رضاخانیوں کے درمیان بیان کیا گیا) کی وجہ سے ایک محترم عالم (منصور علی خاں) اور شہر کے کئی معزز حضرات پر مقدمہ دائر کر دیا (عجیب بات ہے)

فاضل جج: تو کیا اتنا فرق بیان کرنے کے لیے جو بقول تمہارے معمولی ہے شیموگہ میں کوئی عالم نہیں تھا۔ آخر بمبئی سے منصور علی خاں کو امپورٹ (درآمد) کرنے کیا ضرورت تھی۔ یہ لفظ امپورٹ بڑا معنی خیز ہے۔

وکیل مُدّعیٰ عَلَیہ:- آرگومنٹ (بحث وکلاء کے موقع پر) وکیل مدعیٰ علیہ نے دعویٰ کیا کہ تبلیغی نصاب میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کی گئی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مقدمہ دوسری عدالت میں چل رہا ہے (یہ اس مقدمہ کی جانب اشارہ ہے جو رضاخانیوں نے دیوبندیوں پر جامع مسجد شیموگہ میں تبلیغی نصاب پڑھنے کے جرم میں دائر کیا تھا۔ جس کا کچھ حال آگے آرہا ہے) اور بہشتی زیور سیکس جنسیات کی کتاب ہے مذہبی نہیں ہے۔

وکیل مدعی شری ڈی پی وڈیار نے فاضل جج کی خدمت میں ٹیچنگ آف اسلام (تبلیغی نصاب کا انگریزی ترجمہ) پیش کرکے وکیل مدعیٰ علیہ کے دعویٰ کی پُر زور تردید کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب (تبلیغی نصاب) میں توہین رسولؐ کا کوئی حرف تک نہیں ہے بلکہ یہ تو خود کلام رسول کا مجموعہ ہے اور اسلام کی آفاقی تعلیم کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ نیز شری ڈی پی وڈیار نے بہشتی زیور کو غیر جنسی کتاب ثابت کرتے ہوئے کہا کہ جناب والا یہ دیکھیئے میرے ہاتھ میں ہندو مذہب کی مشہور کتاب منوسمرتی (کنٹری) ہے اسمیں بیاہ کے بندھن میں آئی ہوئی عورت سے خواہش پوری کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو کیا اس مضمون کی وجہ سے منوسمرتی کو سیکس (جنسیات) کی کتاب کہا جائے گا۔؟

فاضل جج

"نہیں"۔

تو اسی طرح بہشتی زیور میں جو مسلمانوں کی ضروری مذہبی تعلیمات پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے ایسا کوئی مضمون آجانے سے جو میاں بیوی کے تعلقات اور حقوق زوجیت نیز موجبات غسل وغیرہ سے متعلق ہو سیکس (جنسیات) کی کتاب بالکل نہیں کہا جائے گا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ تبلیغی نصاب کے بارے میں کہا گیا تھا کہ اس میں توہین رسولؐ کی گئی ہے اور بہشتی زیور کے بارے میں کہا گیا تھا کہ جنسیات کی کتاب ہے۔ لیکن ان جھوٹے دعوؤں کی دلیل میں کوئی جملہ نہیں پیش کیا جا سکا۔

آرگومنٹ (بحث وکلاء) کے بعد

فاضل جج نے رضاخانی عالم منصور علی خاں سے چند سرسری سوالات کے بعد

(جو غالباً منصور علی خاں کی آواز کو ٹیپ ریکارڈ کی آواز سے ملانے کیلئے گئے تھے۔ جیسا کہ بعد کے عمل سے ظاہر ہو رہا ہے) کچھ قریب بلاکر اور سامنے رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈ کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ سوئچ آف آن کرو خانصاحب کے آن کرتے ہی جو مضمون نکلا وہ حسن اتفاق سے وہی تھا جسمیں "کافر" کہا گیا تھا۔ جج نے کہا بند کرو ۔ بند کر دیا پھر دوسرا کیسٹ لگوا کر چلوایا۔ (رپلے کیا) اسمیں سے آواز آئی جب تبلیغی تمہارے پاس آئیں تو ان کو جھاڑو اور چپل سے اس طرح مارو کہ روئی دھنکنے کی آواز "زین زٹ" پیدا ہو۔ جج نے کہا بند کرو ۔ پھر تیسرا کیسٹ لگوا کر بند کر دیا۔ اس کے بعد تقریروں کا مسودہ جو مقامی علماء نے ٹیپ ریکارڈ سے قلم بند کیا تھا سامنے کرتے ہوئے پوچھا ۔ تقریر کہاں سے شروع ہوتی ہے ؟ خاں صاحب نے اپنی پٹھانی ترنگ میں آکر فوراً ابتدائی جملوں پر انگلی رکھدی۔ پھر کچھ پڑھوایا گیا۔ فاضل جج نے لب و لہجہ اور تقریر کی ابتداء و انتہا وغیرہ کے بارے میں معلومات کر کے اس کا پورا یقین کر لیا کہ تقریر تو اسی پٹھے کی ہے۔ چنانچہ ججمنٹ میں اس کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔

فاضل جج کو غالباً یہ سب کچھ اس لیے کرنا پڑا کہ وکیل مدعیٰ علیہ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ٹیپ ریکارڈ کی تقریر منصور علی خاں کی نہیں ہے نیز یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ کورٹ میں بطور گواہ ٹیپ ریکارڈ کو پیش نہیں کیا جاسکتا ہے اور نظیر میں سپریم کورٹ کے کسی مقدمہ کو پیش کیا جسمیں ٹیپ ریکارڈ کی شہادت تسلیم نہیں کی گئی تھی۔ فاضل جج نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ٹیپ ریکارڈ اگر پوری شہادت نہیں بن سکتا تو بالکلیہ اس سے قطع نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اول تو اس شہادت میں ہماری طرف سے تین آدمیوں کو پیش کیا

گیا تھا اور ٹیپ ریکارڈ کو ان تینوں کی تائید میں پیش کیا گیا تھا۔

شیموگہ کورٹ کا ججمنٹ

رضاخانی عالم منصور علی خاں امام مسجد مدنپورہ بمبئی اور ان کے معاونین پر ۷ ر اگست ۱۹۷۵ء کو دائر ہونے والے مقدمہ نمبر 2728 CC کا فیصلہ فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کورٹ کے فاضل جج نے چار سال تیئس ۲۳ دن کی تمام قانونی کاروائیوں کے بعد ۳۱ ر اگست ۱۹۷۹ء بروز جمعہ چار بجکر ۵ منٹ پر سُنا دیا۔ جس کا اہل حق کو شدید انتظار تھا۔ فاضل جج نے اٹھہتر ۷۸ صفحے کا فیصلہ سُناتے ہوئے کہا کہ ملزم نمبر ۱ منصور علی خاں ولد محبوب علی خاں امام مسجد مدنپورہ بمبئی کو دفعہ 298 (آئی پی سی) کے تحت ایک سال کی قید با مشقت کی گئی اور ایک ہزار روپے جرمانہ کیا گیا۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مزید ایک ماہ کی قید بھگتنی پڑے گی۔ ملزم نمبر ۲ رشید خاں ولد محمود خاں شیموگہ اور ملزم نمبر ۱۱ پی محمد دستگیر ولد گاڑی باشا گجری کو دفعہ "447" (آئی پی سی) کے تین تین ماہ کی قید با مشقت کی گئی اور پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کیا گیا۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مزید پندرہ یوم کی قید بھگتنی پڑے گی باقی بارہ ملزمین کو بری کر دیا گیا۔

مجسٹریٹ شیموگہ

وی کے کلکرنی اڈیشنل چیف جوڈیشیل
31/8/79

ایک حدیث

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب؎

جو شخص میرے ولی سے بغض وعداوت رکھتا ہے، میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔ اس حدیث کے مُطابق ہمارا یہ یقین ہے کہ یہ

سزا رضاخانیوں کے لیے ایک عذاب ہے اور یہی وجہ ہے کہ شیموگہ کورٹ کے مجسٹریٹ نے رضاخانی عالم مولوی منصور علی خاں کو وہ پوری سزا دے ڈالی جو دفعہ 298 آئی پی سی کے تحت اس کے اختیار میں تھی، حالانکہ وہ کم بھی کرسکتا تھا یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے بھی بزرگانِ دین سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے عبرتناک واقعات پیش آچکے ہیں۔ مثلاً منصور علی خاں کے بڑے ابا مولوی حشمت علی کی زبان کو محض اس لیئے کینسر ہوا کہ وہ اکابر دیوبند دبزرگانِ دین کو بڑی بُری کچی کچی گالیاں دیا کرتے تھے اور منصور علی خاں کے باپ محبوب علی خاں امام سابق مدنپورہ بمبئی کی ٹانگ کاٹی گئی اس لیے کہ وہ ہمیشہ حق کے خلاف چلتے تھے رہ گیا عذاب آخرت تو وہ دفعہ معادات اولیاء کے تحت حاکم مطلق کے ججمنٹ پر موقوف ہے۔

اہل سنت والجماعت پر رضاخانیوں کا انتقامی مقدمہ

۱۹۷۵ء میں شیموگہ کورٹ میں رضاخانیوں نے اہل سنت والجماعت دیوبند مکتب فکر کے بارہ افراد پر انتقامی جذبہ کے تحت ایک مقدمہ جس کا نمبر 3246 ہے۔ دائر کیا اور الزام یہ لگایا کہ یہ لوگ جامع مسجد شیموگہ میں تبلیغی نصاب۔ نامی کتاب پڑھتے ہیں۔ جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے اور یہ الزام بھی لگایا گیا کہ بہشتی زیور نامی کتاب بھی پڑھی جاتی ہے جو انتہائی فحش جنسی کتاب ہے۔

فاضل جج نے ۳۱ اگست ۱۹۷۹ء بروز جمعہ یعنی اسی تاریخ و دن میں جس میں منصور علی خاں وغیرہ کو سزا ہوئی اپنے بیالیس صفحات پر مشتمل ججمنٹ کو سناتے ہوئے فرمایا کہ رضاخانی مدعی مذکورہ دونوں کتابوں میں ایک جملہ بھی اپنے الزامات کی تائید میں نہیں دکھلاسکے اور یہ دونوں کتابیں اسلامی تعلیمات کے بہترین گلدستے ہیں لہٰذا

انتقامی جذبہ کے تحت دائر کیئے گئے اس مقدمہ نمبر 3246 کو خارج کیا جاتا ہے۔

وی کے گلکرنی
کورٹ شیموگہ

سچے لطیفے

ہمارے وکیل شری ڈی پی وڈیار نے جرح (کراس اکزامینیشن) کے دوران ایک رضا خانی گواہ سے پوچھا کہ یہ دیوبندی حضرات تبلیغی نصاب کس چیز میں رکھ کر لائے تھے تو جواباً طمطراق سے ارشاد ہوا کہ "جیب میں" حالانکہ تبلیغی نصاب تقریباً نو سو صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے اور ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت میں کون کونسی جماعتیں شامل ہیں تو آپ نے دل دماغ کی پوری کمائی پیش کرتے فرمایا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور قادیانی پھر انہی سے پوچھا گیا کہ کیوں صاحب آپ کیا ہیں تو ارشاد ہوتا ہے حنبلی، حالانکہ وہ حنفی ہیں یہ تین لطیفے اس لیے نمونتہً پیش کیے گئے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کس قسم کے بیچارے مذہبی بہروپیوں کے دام فریب میں پھنسے ہیں۔

اہل حق دونوں مقدموں کی کامیابی پر خدا کا شکر بجالاتے ہوئے متانت و سنجیدگی کے خوشگوار ماحول میں واپس ہوئے۔ اس روز شہر کے درو دیوار یفرح المومنین بنصر اللہ کا سماں پیش کر رہے تھے اور سزا یافتگاں یعرف المجرمون بسیماھم کا سراپا بنے ہوئے تھے۔ چہرے غبار آلود تھے رسوائی کا غازہ تھوپا ہوا تھا حق غالب آچکا تھا۔ باطل مٹ چکا تھا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے اِنَّ الباطِلَ کانَ زَھُوقاً

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

دفعات 298 آئی پی سی وہ دفعہ ہے جس کے تحت رضا خانی عالم منصور علی

(مدنپورہ بمبئی) کو سزا ہوئی مطلب اس دفعہ کا یہ ہے کہ جو بھی کسی شخص کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی نیت سے کوئی لفظ یا کوئی جملہ اس طرح کہے کہ اس شخص کے سننے میں آئے یا اشارہ کرے جس کو وہ دیکھ لے یا کوئی چیز اس طرح رکھی جائے کہ اس شخص کو نظر آجائے تو مذکورہ تینوں حرکتوں کا کرنے والا مجرم شمار کیا جائے گا اور اس کی سزا زیادہ سے زیادہ ایک سال کی قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں ہوگی۔ 447 آئی پی سی اس دفعہ کے تحت رشید خاں اور دستگیر گوری کو سزا دی گئی ہے اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مجرمانہ طور پر مداخلت بیجا کا مرتکب ہوگا تو اس کو تین ماہ کی قید ہوگی یا پانچ سو روپے جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں کا مستحق ہوگا۔

مقدمہ کڈور ضلع چکمنگلور

شیموگہ کے مقدمہ کے دائر ہونے کے بعد اسی نوعیت کا ایک اور مقدمہ کڈور ضلع چکمنگلور میں رضاخانی ملاؤں اور ان کے مددگاروں پر دائر کیا گیا تھا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۵ء کو مدرسہ نور الاسلام بس اسٹینڈ کڈور میں ایک جلسہ رکھا گیا جسمیں شیموگہ بھدراوتی کے ہنگامی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رضاخانی عالم محمد ایوب خاں میرٹھی سابق امام مسجد بیپر ٹاؤن بھدراوتی اور عبدالوحید فاروقی الہ آبادی سابق امام مسجد انجمن بیرور نے خوب ہفوات وبکواس کی قے کی اور اپنے روح فرسا مشن کے مطابق اکابر دیوبند کو مشق ستم کے لیے منتخب کیا۔ اور جناب حافظ محمد طاہر عرف صغیر احمد خطیب مسجد لبابین کڈور کو دیوبندی اور کافر کہا اور لکھ کر بھی دیا۔ (حافظ محمد طاہر صاحب کا مادر علمی مظہر العلوم شیموگہ ہے) جس پر حافظ صاحب نے دفعہ 298 کے تحت (جس کا مطلب اوپر بیان کیا جا چکا ہے) اور دفعہ 500

(اس دفعہ میں کسی کی آبرو ریزی کو قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے) کے تحت جوڈیشیل کورٹ کڈور میں پندرہ۱۵ اگست ۱۹۷۵ء کو مقدمہ دائر کر دیا۔ مقدمہ کا نمبر CCS 35 ہے اور وکالت کے فرائض شری ایم ایس ہلوار نے انجام دیئے۔

یہ مقدمہ تقریباً تین سال چلتا رہا اور اس مدت میں مدعیٰ علیہ نے دو دو وکیل بدل ڈالے۔ پہلے کڈور کے کسی تجربہ کار غیر مسلم وکیل کو رکھا پھر اس کو چھوڑ کر زمام کار جناب عبدالرحیم صاحب رائچور کے حوالے کیا۔ رائچوری صاحب غالباً خود بھی بریلی مکتبِ فکر کے آدمی ہیں۔ موصوف کو دیو بند مکتبِ فکر والوں کو کافر ثابت کرنے کے لیے کسی مددگار کی تلاش شروع ہوئی اور کڈور کورٹ کے فاضل جج سے کسی رضا خانی عالم کو بلانے کی اجازت چاہی۔ کورٹ سے اجازت ملتے ہی تلاش شروع ہوئی آخر رضا خانی مکتب فکر کے گرگ باراں دیدہ، بڑے بحاث اور گھاگ عالم مجیب اشرف کو ناگپور سے آنے کی دعوت دی گئی۔

موصوف عوامی اسٹیج کی دعوت سمجھ کر بغیر ریزرویشن کے ہی آدھمکے، دیکھا تو یہاں کورٹ کچہری کا معاملہ تھا۔ بڑے گھبرائے لیکن کرتے کیا۔ بہرحال اپنی ذات اور اپنی جماعت کی لاج بھی رکھنی تھی۔ کورٹ میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہو گئے اور یہ سمجھ کر کہ وکیل مدعی غیر مسلم ہے ایک ہی داؤ میں چت کر دوں گا بہت سی توقعات کے سہارے کورٹ میں تشریف ارزاں ہوئے۔

مہتمم مظہر العلوم شیموگہ کی کڈور آمد و رفت

مجیب اشرف صاحب کو کیا خبر تھی کہ وکیل مدعی کا بھی کوئی مشیر و معاون ہے چنانچہ مہتمم مظہر العلوم شیموگہ کا اس سلسلہ میں کڈور کئی مرتبہ جانا آنا ہوا اور

خاص خاص باتیں وکیل مدعی کے گوش گذار کردی گئیں اور ضروری حوالے بھی نوٹ کرا دیے گئے حوالہ کی کتب میں تفسیر جلالین، قرآن کا کنڑی ترجمہ، بخاری شریف، ھدایہ اور حسام الحرمین کا جواب "التصدیقات لدفع التلبیسات" رکھی گئیں۔

رضاخانی عالم مجیب اشرف صاحب سے وکیل مدعی کے

"سوالات و جوابات"

مولانا:۔ مسلمان کسے کہتے ہیں؟

ج:۔ رضاخانی عالم مجیب اشرف صاحب نے ایمان مُفصّل کا ترجمہ کرکے بتلایا کہ ان چیزوں کے ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں اس پر جج نے دریافت کیا کہ آپ کے اور دیوبندیوں کے معتقدات ایک ہی ہیں یا الگ الگ؟

ج:۔ مجیب اشرف صاحب نے جواب دیا کہ ایک ہی ہیں۔ تو پھر سوال پیدا ہوا کہ جب سب کے معتقدات ایک ہی ہیں تو تم لوگ (رضاخانی) مسلمان اور وہ لوگ (اہل سنت والجماعت دیوبند مکتب فکر والے) کافر کیسے ہوئے۔

ج۔ مجیب صاحب نے کہا دیوبندی توہین رسول ﷺ کرکے کافر ہو گئے اور حوالہ میں احمد رضا خاں بریلوی کے مکر و فریب کا شاہکار "حسام الحرمین" پیش کی۔ (یہ حسام الحرمین وہی کتاب ہے جسمیں خانصاحب نے ان فتوؤں کو شائع کیا ہے جو انہوں نے "علمائے حرمین" کو دھوکہ میں ڈال کر اکابر دیوبند کے خلاف لیے تھے)

س:۔ وکیل مدعی نے "حسام الحرمین" کے جواب میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" پیش کرکے (یہ وہ کتاب ہے جس میں عالم اسلام

کے علماء نے اکابر دیوبند کے عقائد کو اہل سنت والجماعت کے مطابق ہونے کا اقرار کیا ہے اور ساتھ ہی اکابر دیوبند کے فضل وکمال کا برملا اعتراف بھی، مجیب اشرف صاحب کے تار و پود بکھیر دیئے۔ حیرت زدہ ہوگئے کہ اس غیر مسلم وکیل کو یہ سب کہاں سے معلوم ہوگیا۔

وکیل مدعی شری ایم ایس بلوار نے کہا کہ اس کتاب سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند سچے پکے مسلمان ہیں اور ان کے عقائد عین کتاب وسنت کے مطابق ہیں اور کسی مسلمان کو کافر کہنے کی اجازت آپ کی سب سے بڑی مذہبی کتاب قرآن بالکل نہیں دیتا۔ (تفسیر پیش کرتے ہوئے۔ لیجئے پڑھئے آیت۔ **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا** (پارہ نمبر ۵ رکوع نمبر ۱۰ اور مت کہو اس شخص کو جس نے تمہیں سلام کہا کہ تو مسلمان نہیں ہے یعنی جس شخص نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اسے کافر مت کہو۔"

اور پھر وکیل نے بحوالہ تفسیر مطلب بیان کرکے مجیب اشرف صاحب سے ہونکاری بھرائی۔ وکیل مدعی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا آپ کے یہاں قرآن کے بعد "بخاری" کا درجہ ہے دیکھئے (بخاری پیش کرتے ہوئے) کتاب الادب میں فلاں فلاں روایتیں موجود ہیں جس کا حاصل یہی ہے کہ کسی مسلمان کو ہرگز کافر نہ کہا جائے یہ بہت بڑا جرم ہے وکیل نے بحوالہ "بخاری" بیان کرتے ہوئے مجیب صاحب سے ہاں کرالی اور پھر مجیب اشرف صاحب کے سامنے ھدایہ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ تعزیرات اسلامی میں کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک بہت بڑا جرم ہے ایسے شخص کو ۳۹ / انتالیس کوڑے لگائے جائیں گے اور قاضی مناسب سمجھے تو قید خانہ میں بھی ڈال سکتا ہے تاکہ پھر آئندہ ایسی نازیبا حرکت کی جرأت نہ کرسکے۔

"مجیب اشرف صاحب ناگپور" سمجھ نہیں پارہے تھے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے

اور دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ آخر اس غیر مسلم وکیل کی رسائی جلالین، بخاری هدایه اور التصدیقات تک کیسے ہوگئی جبکہ وہاں تک تو ہماری بھی پہونچ نہیں ہے ہم نے تو اب تک مسلمانوں کو کافر ہی بنانا سیکھا ہے ہائے افسوس اس وکیل نے تو ہماری محنتوں پر پانی پھیر دیا اور کھلی عدالت میں اکابرِ دیوبند کے اسلام پر ہم سے بھی اقرار کرالیا۔

کڈور کورٹ کا ججمنٹ

15-8-75 کو دائر ہونے والے مقدمہ نمبر 535 CC کا فیصلہ تین سال بعد 15-9-78 کو سناتے ہوئے۔ فاضل جج نے کہا کہ مدعی حافظ محمد طاہر امام مسجد کڈور کی بر سرِ عام بے عزتی کرنے اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی وجہ سے ملزم نمبر ۱ محمد ایوب خاں پر دفعہ 500 آئی پی سی کے تحت دو سو روپے اور دفعہ 298 آئی پی سی کے تحت سو روپے کل تین سو روپے جرمانہ کرتا ہوں۔ عدم ادائیگی کی صورت میں علی الترتیب تین ماہ اور دو ماہ کل پانچ ماہ کی قیدِ بامشقت بھگتنی پڑے گی۔

ملزم نمبر ۲ عبدالوحید فاروقی پر دفعہ 500 آئی پی سی کے تحت سو روپے اور دفعہ 298 آئی پی سی کے تحت پچاس روپے کل ایک سو پچاس روپے جرمانہ کرتا ہوں عدم ادائیگی کی صورت میں علی الترتیب دو ماہ اور ایک ماہ کل تین ماہ کی قیدِ بامشقت بھگتنی پڑے گی۔

(کے کرشنا نائیک)

جوڈیشیل منصف فرسٹ کلاس

کورٹ کڈور، ضلع چک منگلور کرناٹک

نوٹ: اور پانچ افراد پر بھی مقدمہ تھا لیکن وہ لوگ اقبالِ جرم کرکے معافی مانگ کر بری ہوگئے اور ایک کو بری کردیا گیا۔

کچھ اور مقدمے

ردِ رضاخانیت میں شیموگہ کا مقدمہ اپنی نوعیت اور حیثیت کے اعتبار سے پہلا اور مثالی مقدمہ ہے اور اس کا فیصلہ تاریخی فیصلہ ہے اور اس طرز کے مقدمات کے لیے ایک نظیر ہے شیموگہ کے مقدمے کے بعد ہی ردِ رضاخانیت میں مقدمات کا جال بچھ گیا۔ چنانچہ چند روز بعد کڈور میں دائر ہوا اور اس میں کامیابی ہوئی۔ اسی طرح بمبئی اور ناگپور وغیرہ میں بھی مقدمات دائر ہو چکے ہیں۔ بمبئی میں سی آئی ڈی کی اسپیشل برانچ نے آل انڈیا سُنّی جمعیت العلماء کے آفس انچارج رضاخانی عالم عبدالوحید مجوبی کو جولائی ۱۹۷۹ء میں گرفتار کر لیا تھا جو ضمانت پر رہا ہوئے اور دوسرے دو ملزمین مولوی منصور علیخاں اور مولوی مشتاق احمد نظامی فرار ہو گئے تھے۔ ممبئی پولس نے ان ملزمین کے خلاف دفعات تعزیرات ہند 153 اور 295 کے تحت مقدمہ فوجداری درج کر لیا ہے۔

روزنامہ انقلاب بمبئی / ۲۱ رجولائی ۱۹۷۹ء

مُخلصانہ گذارش

تمام مسلمانوں سے مخلصانہ گذارش کی جاتی ہے کہ وہ علمائے دین کی عموماً اور بزرگان دیوبند کی خصوصاً تکفیر و توہین اور ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی سے بچیں۔ علماء اور بزرگوں کی توہین کرنا رحمت الٰہی سے محرومی کی نشانی ہے ایسے شخص پر سخت وبال کا اندیشہ ہے حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

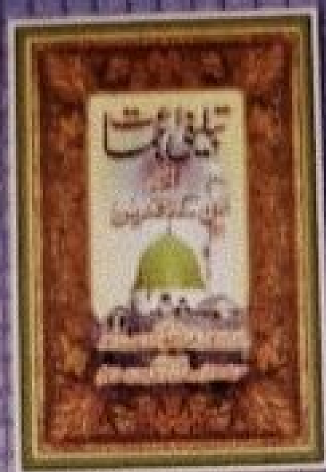
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکان زند

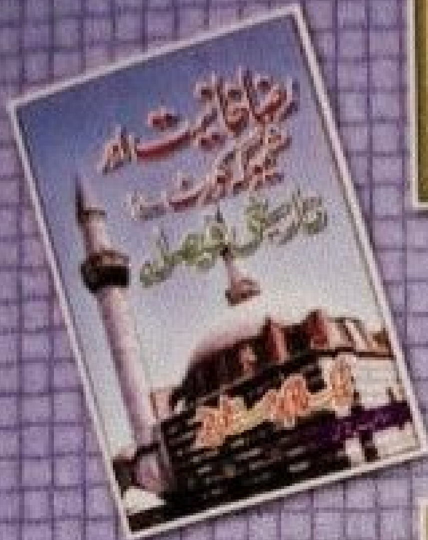
یعنی بزرگوں پر طعن کرنا اور ان کی توہین کے درپے ہونا دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہونے کی علامت ہے اور آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو قرآن و حدیث اور حضرات صحابہ کرام کی زندگی سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ بدعات و خرافات خاندانی و قومی رسوم اور علمائے سُوء کی چرب زبانی سے قطعاً احتراز کریں اور تقریریں ایسے علماء کی سُنیں جو صاحب ورع و تقویٰ ہوں اور قرآن و حدیث پیش کرتے ہوں۔ تکفیر بازوں اور افتراء پردازوں سے ہمیشہ ہوشیار رہیں۔ حضرت جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

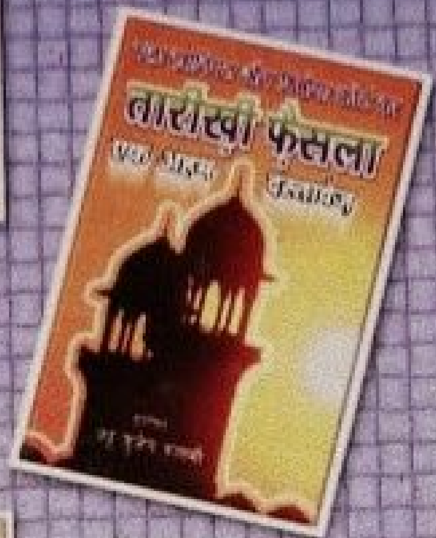
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
در بہر دستے نباید داد دست

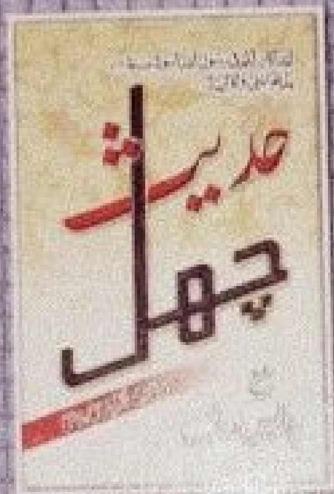
یعنی بہت سے شیاطین انسانی شکل میں ہیں۔ لہٰذا ہر ایک پر بلا تحقیق و تفتیش مذہبی اعتماد ہرگز نہ کرنا چاہیئے اس کتابچہ کا مقصد مسلمانوں کو حقائق سے باخبر کرنا اور ہر کس و ناکس کے چکر میں آکر دین و ایمان کو تباہ کرنے سے بچانا ہے۔

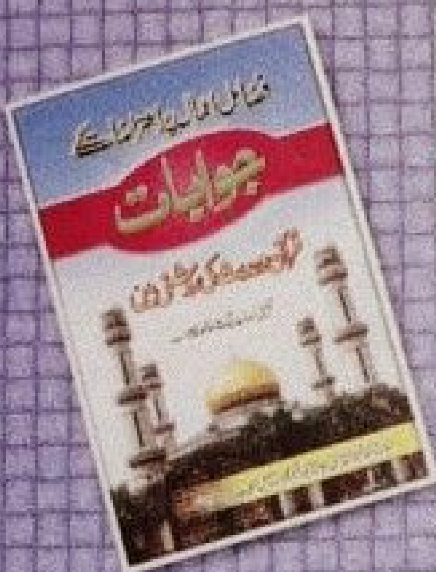
ع شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات






तारीखी फ़ैसला


چہل حدیث


جوابات

